جلد نمبر 26-رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مئی 2015 شمارہ 12

مدیر منتظم۔ ابو عبداللہ محمد اعجاز اویسی

میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں

میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں اپنے آقا کو میں نذر کیا دوں
اب تو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں ہے ورنہ قدموں میں آنکھیں بچھا دوں
آنے والی ہے انکی سواری، پھول نعتوں کے گھر گھر سجا دوں
میرے گھر میں اندھیرا بہت ہے اپنی پلکوں پہ شمعیں جلا دوں
میری جھولی میں کچھ بھی نہیں ہے میرا سرمایہ ہے تو یہی ہے
اپنی آنکھوں کی چاندی بہا دوں اپنے ماتھے کا سونا لٹا دوں
میرے آنسو بہت قیمتی ہیں، ان سے وابستہ ہیں انکی یادیں
ان کی منزل ہے خاکِ مدینہ یہ گوہر یوں ہی کیسے لوٹا دوں
قافلے جا رہے ہیں مدینے اور حسرت سے میں تک رہا ہوں
یا لپٹ جاؤں قدموں سے ان کے یا قضا کو میں اپنی صدا دوں
میں فقط آپ کو جانتا ہوں اور اسی در کو پہچانتا ہوں
اس اندھیرے میں کس کو پکاروں آپ فرمائیں کس کو صدا دوں
میری بخشش کا ساماں یہی ہے اور دل کا بھی ارماں یہی ہے
ایک دن انکی خدمت میں جا کر ان کی نعتیں انہی کو سنا دوں
بے نگاہی پہ میری نہ جائیں دیدہ ور میرے نزدیک آئیں
میں یہیں سے مدینہ دکھا دوں، دیکھنے کا سلیقہ بتا دوں

حضور میری تو ساری بہار آپ سے ہے
میں بے قرار تھا میرا قرار آپ سے ہے
کہاں وہ ارضِ مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا سبب بار بار آپ سے ہے
میری تو ہستی کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپ سے ہے
سیاہ کار ہوں آقا بڑی ندامت ہے
قسم خدا کی یہ میرا وقار آپ سے ہے
محبتوں کا صلہ کون ایسے دیتا ہے
سنہری جالیوں میں یار غار آپ سے ہے
یہ لفظ نعت کے جتنے ہیں آپ دیتے ہیں
یہ نعت گوئی میں میرا شمار آپ سے ہے
حضور آپ کی یادوں میں اشک رحمت ہے
یہ آنکھ تیری ضیا اشکبار آپ سے ہے
ہے ذکر آپ کا ایسا کہ آنکھ بھر آئے
یہ آنکھ تیری ضیا اشکبار آپ سے ہے

آپ کے رسالہ "فیض عالم" بہاولپور کے ۲۶ سال مکمل ہوئے۔

الحمد للہ رب العالمین وبکرم رحمۃ للعالمین ﷺ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کا یادگار جریدہ اہلسنت کا محبوب ترجمان ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور نے اپنی اشاعت کے ۲۶ سال پورے کئے۔ ادارہ اپنے ان قارئین کرام کو مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے اس کی اشاعت میں ہمیشہ تعاون فرمایا۔

معراج میں دیدار الٰہی

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری کے مضامین معراج سے اکتساب

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امت مسلمہ کے متفقہ عقائد سے انحراف کر کے اپنی ذات کو نمایاں کرنے کی روش نے جہاں فکری مغالطوں کو جنم دیا ہے وہاں بعض خود ساختہ دانشوروں نے اپنے قارئین کے ذہن کو غبار تشکیک (شک میں مبتلا کرنے کا فعل) میں لپیٹ کر اعتقادی بے راہروی کی بنیاد بھی رکھی ہے۔ برصغیر میں برطانوی استعمار نے ہماری اسی مجلسی کمزوری کو دیکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی مباحثوں اور مناظروں کا موضوع بنا کر جس گھناؤنی سازش کا ارتکاب کیا تھا ہم اس کے منحوس اثرات سے آج تک چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے بلکہ یہ غلط روش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناآسودہ امت کو مختلف خانوں میں بانٹ کر ان کی اجتماعی قوت کو مفلوج کرنے کا باعث بنی ہے۔ مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے انگریز کی اس سازش کا بروقت جواب دیا اور اسلام کا لبادہ اُٹھ کر برطانوی سامراج کی نمک حلالی کرنے والوں کا خوب پردہ چاک کیا۔

آیات معراج کی تشریح کرتے ہوئے کچھ لوگ تفسیر رویت کے بارے میں سخت مغالطے کا شکار ہوئے ہیں۔ وہ آیہ کریمہ میں دو کمانوں یا اس سے بھی کم باہمی قرب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے درمیان قرب سے تعبیر کرتے ہیں۔ رویت باری تعالیٰ کو خارج از امکان قرار دیتے ہوئے اس گمان میں مبتلا ہیں کہ مقام دنی فتدلی اور قاب قوسین او ادنی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قرب اور اصل صورت میں دیدار نصیب ہوا۔

قابل غور امر یہ ہے کہ بفرض محال اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو کیا قرب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عظمت کا آئینہ دار ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا عکاس، جنہیں خالق موجودات نے بطور مہمان خصوصی معراج کے لئے بلوایا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان گنت بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بغیر اجازت داخل نہ ہوتے تھے۔ اگر معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عظمت کا اظہار مقصود ہوتا تو فی الواقع یہ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ہوتی۔

صحیح بخاری میں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنٰی (النجم، 9-10)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ کی تفسیر ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ دنی الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ

قاب قوسین او ادنی (صحیح البخاری، 2_1120)
اللہ رب العزت اتنا قریب ہوا کہ دو کمانوں کے درمیان جتنا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔
حدیث مبارکہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ کریمہ میں وہ ذات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئی اس سے مراد رب العزت ہے۔
علماء میں ایک ایسا گروہ ہے جن کا عقیدہ ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا۔

انکارِ رویت کی دو ممکنہ صورتیں اور اس کا جواب

پہلی صورت۔ پہلی صورت یہ کہ اللہ کا دیدار سرے سے ممکن ہی نہیں اور انسانی آنکھ کو اتنی تاب کہاں کہ وہ اللہ کا دیدار کر سکے۔
دوسری صورت۔ یہ کہ امکان تو موجود ہے لیکن شب معراج ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

جواب اویسی غفرلہٗ

ان دونوں امکانی صورتوں کو جن کی بنا پر رویت باری تعالیٰ سے انکار کیا جاتا ہے فقیر علماء حق کی طرف سے پیش کردہ ہر صورت کا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عرض کرتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کی تشریح۔

پہلی صورت میں قرآن حکیم کی جس آیہ کریمہ کو رویت باری تعالیٰ کے عدم امکان کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔
لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الانعام 103)
آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں (کنز الایمان)

اس آیت کا بالعموم یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ کسی آنکھ کو اتنی قدرت حاصل نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکے۔ اس آیت سے یہ معنی مراد لینا اسے نہ سمجھنے کے مترادف ہے اس لئے کہ اس میں رویت کا نہیں بلکہ ادراک کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہوا کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے اور ادراک دیکھنے کے معنی میں نہیں بلکہ کسی شئے کے احاطہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ دیکھنا اور بات ہے اور کسی چیز کا احاطہ کرنا دوسری بات ہے۔ اس آیہ کریمہ میں رب ذوالجلال نے اپنے دیکھے جانے کی نفی نہیں کی بلکہ ارشاد یہ ہوا ہے کہ عالم امکان میں ساری آنکھیں بھی مل کر اس کی ذات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں اور صرف اسی کی ذات ہر چیز کا احاطہ کرنے پر قادر ہے لہٰذا ادراک سے دیکھنا مراد لے کر آیت کا یہ معنی نکالنا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی آنکھ کے لئے ممکن ہی نہیں، یہ کسی صورت میں درست نہیں۔
(مدارج النبوۃ، 1_207) (شرح مسلم، 1_97)

ادراک کا مفہوم۔ ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیّب اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں، اللہ تعالیٰ کے لئے حد وجہت محال ہے تو اس کا ادراک واحاطہ بھی ناممکن، یہی مذہب ہے اہل سنت کا، خوارج ومعتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے ادراک اور رویت میں فرق نہیں کرتے اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الٰہی کو محالِ عقلی قرار دے دیا باوجودیکہ نفی رویت نفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ بخلاف تمام

موجودات کے بلا کیفیت وجہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت وجہت کے دیکھی نہیں جا سکتی تو جانی بھی نہیں جا سکتی، راز اس کا یہ ہے کہ رویت ودید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شئے کو جیسی کہ وہ ہو ویسا جانے تو جو شئے جہت والی ہوگی اس کی رویت ودید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔

دوسری آیت کی تشریح۔

دوسری آیت نفی رویت کے لئے جس کا سہارا لیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا.(الشوریٰ، 42_51)

اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پر وہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔(کنزالایمان)

تفسیر۔ مفسرین کرام نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کسی بشر کی مجال نہیں کہ وہ بے حجاب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکا اس لئے اس کا دیدار بے حجاب ممکن ہی نہیں۔ اس دلیل کی بنا پر وہ تسلیم نہیں کرتے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات باری تعالیٰ کا بے حجاب دیدار کیا۔ اس آیت کو سمجھنے میں ان سے وہی مغالطہ سرزد ہوا جو سابقہ آیت کو سمجھنے میں ہوا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کریمہ میں بے حجاب کلام کی نفی کی گئی ہے نہ کہ بے حجاب مشاہدے کی، جبکہ اس میں دیدار اور مشاہدے کا نہیں بلکہ بے حجاب کلام کا ذکر ہے اور یہ تو نہیں کہا گیا کہ اللہ کو طاقت نہیں کہ وہ اپنا دیدار کسی کو بے حجاب کرا سکے۔ چونکہ اس آیت میں خدا کی نہیں بلکہ بشر کی طاقت کی نفی کی جا رہی ہے اس لئے اسے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار الٰہی کی نفی کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

سفر معراج رب کائنات کی قدرت کاملہ کا مظہر

فقیر بیان کر چکا ہے کہ معجزہ معراج کا انکار اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کا انکار ہے کیونکہ خدائے رحیم وکریم، کائنات کا ہر ذرہ جس کے حکم کا پابند ہے نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ براق بھیج کر بلوایا اور انہیں آسمانوں کی سیر کرائی کہ محبوب تیری چادر رحمت کائنات کی ہر شئے پر محیط ہے۔ قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر استعجاب کیسا؟

واقعہ معراج کو قرآن نے اول تا آخر خدائے لم یزل کی قدرت کاملہ قرار دیا ہے اسی لئے اس واقعے کو سبحان الذی سے شروع کیا تا کہ ذہن میں کسی قسم کا خلجان باقی نہ رہے کہ اس واقعہ کی ذمہ داری اس عظیم وبرتر ذات پر ہے جو ہر قسم کی کمزوری، نقص اور عیب سے پاک ہے اور بلاشرکت غیرے اس بات پر قادر ہے کہ وہ معراج جیسا عظیم و بے مثال سفر کرا سکے۔ اگر یہ دعویٰ کسی فرد بشر کی طرف سے ہوتا کہ میں نے اپنی طاقت اور صلاحیت کے بل بوتے پر معراج کیا تو معاملے کی صورت مختلف ہوتی لیکن یہاں تو بات ہی اور ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ذات کو ہر کمزوری، عیب اور سقم سے پاک قرار دے کر معراج کو اپنی طاقت اور قدرت کاملہ سے منسوب کر رہا ہے لہٰذا یہ بحث کہ رویت باری تعالیٰ کس طرح ممکن ہے خود خالق مطلق کی قدرت واختیار کے دائرے کو زیر بحث لانے کے مترادف ہوگا لیکن خدا کی قدرت وطاقت کا اندازہ انسان کے حیطہ ادراک سے باہر ہے۔ اگر واقعہ معراج کی صحت کی کسوٹی انسان کی طاقت وقدرت ہو تو پھر یہ سارا معاملہ انسان کی دسترس اور دائرہ اختیار سے باہر ہے لیکن جہاں خدا کی قدرت اور اختیار کی بات آ جائے تو پھر اس واقعہ

کی مختلف جہتوں سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

قرآن وحدیث کی روایات کی من مانی تاویل سے واقعہ معراج کی عظمت سے روگردانی کا پہلو نکلتا ہے۔ معجزہ معراج کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے سے ممکن وناممکن کی لایعنی بحث کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر بیت المقدس کے سفر، آسمانوں اور عالمِ اُخروی کے مشاہدات کی عقلی توجیہہ ذہن میں بہت سارے سوالات چھوڑ جاتی ہے۔ معجزہ تو ہے ہی وہ خرق عادت واقعہ جو عقل میں نہ آسکے۔ اسے دلیل نبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ بنابریں حضور ﷺ کے ایک معجزے کا انکار سارے معجزات کا انکار اور خود رسالت کا انکار سمجھا جائے گا۔

انکارِ رؤیت کی تیسری دلیل

منکرین رؤیت باری تعالیٰ اِس حدیث کے حوالے سے دیتے ہیں جس میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان سے معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ نورٌ اَنّٰی اَرَاہ.

وہ تو نور تھا میں بھلا اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ (صحیح مسلم، 1۔99 ، کتاب الایمان)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ بالعموم یہی کیا جاتا ہے اور اسی سے وہ نفی رؤیت کا استدلال کرتے ہیں۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ گرامی پر غور کریں تو اس کا یہ معنی نہیں جو بادی النظر میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے اگلی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ

رایت نورا میں نے نور کو دیکھا۔ (صحیح مسلم، 1۔ کتاب الایمان،

اس کی روشنی میں متذکرہ بالا حدیث کا معنی یہ ہوا کہ میں نے جس طرف سے بھی دیکھا اسے نور پایا۔ یہ معنی نہیں کہ وہ نور تھا میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ رایت نورا کے الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی کا اثبات کرتے ہوئے اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کو جس طرف سے بھی دیکھا نورٌ علیٰ نور پایا۔

اللہ تعالیٰ خالق نور ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نور اپنی ماہیت کے اعتبار سے وہ چیز ہے جس کو دیکھا نہیں جا سکتا بلکہ اس کی مدد سے اشیا نظر آتی ہیں لہٰذا اللہ کے نور کا دیدار چہ معنی دارد؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باری تعالیٰ کی ماہیت کو نور قرار دینا اصلاً غلط ہوگا کیونکہ بشر کی طرح نور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جسے اپنی ذات کے اعتبار سے کسی جہت اور ہیئت میں مقید نہیں کیا جا سکتا اس لئے بعض علماء کے نزدیک اللہ کو نور کہنا کفر کے مترادف ہے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ خالق نور ہے کہ وہ دیگر مخلوقات کا خالق ہے مگر جب باری تعالیٰ نے اپنا تعارف قرآن پاک میں اس طرح کرایا ہے کہ۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور، 24۔35)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

تو مفسرین قرآن اور ائمہ کرام نے اس کا معنی مراد یہ لیا ہے کہ وہ ذات جو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والی ہے لہٰذا آیت کریمہ میں مجازاً سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو نور سے تعبیر کیا ہے جس سے مراد اس کی تجلی ذات ہے نہ کہ اس کی ماہیت۔

حضور ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا تو اس کے جلوہ ذات کی کیفیت کو نور کی مانند پایا جس نے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ یہی نورانی

ارادہ کا مفہوم ہے اور اس کی کیفیت کو جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج مشاہدہ کیا دیدار الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اِمکانِ رویت باری تعالیٰ۔

رویت باری تعالیٰ کے ضمن میں یہ خیال عام ہے کہ اس دنیا میں اللہ کو دیکھنا ممکن نہیں ہے اور بطور انعام دیدار الٰہی محض آخرت کا حصہ ہے۔اس سلسلے میں قرآن حکیم کی دو آیات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہوگا جس سے اس دنیا میں دیدار الٰہی کی اِمکانی صورت واضح ہو جائے گی۔

قرآن کریم کی پہلی آیت کا محل حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا بارگاہ رب العزت میں دیدار کے لئے خواستگار ہونا ہے۔وہ سراپا سوال بن کر باری تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں۔

رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ.(الاعراف، 7۔143)

اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی جنہیں بار ہا اپنے رب سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا ہے،اس بات سے آگاہ نہیں تھے کہ وہ دیدار الٰہی کا مطالبہ کر کے ایسی چیز کا تقاضا کر رہے ہیں جو سرے سے ممکن ہی نہیں؟ جناب کلیم اللہ کا رویت باری تعالیٰ کے عدم امکان کے بارے میں بے خبر ہونا بعید از فہم ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا بار ہا خدا کے حضور دیدار کا تقاضا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علی وجہ البصیرت ان کا اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں عین ممکن ہے۔یہی سبب ہے کہ سر طور رب ارنی کی صدا بلند کرتے رہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس التجا کے جواب میں باری تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا وہ بھی غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔خدا کی طرف سے اپنے کلیم کو خطاب فرمایا گیا۔

لَن تَرَانِي.(الاعراف، 143)فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا

جواب کی نوعیت پر غور کریں تو اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ مجھے دیکھا نہیں جا سکتا بلکہ ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! تیری آنکھ مجھے دیکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔یہ نہیں کہا کہ کوئی آنکھ مجھے دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتی۔اس سے امکان رویت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اس فرمودہ خداوندی میں اس بات کا اثبات مضمر ہے کہ میرے دیدار کا شرف معراج کی شب صرف میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرے گا۔قضا وقدر نے یہ شرف و امتیاز حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں رکھا ہے۔یہی سبب تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجا کو شرف پذیرائی نہ بخشا گیا کیونکہ اس سعادت کے لئے ازل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو منتخب کیا جا چکا تھا۔

این سعادت بزور بازو نیست۔تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوسری آیت میں اہل جنت کے لئے مژدہ ہے کہ انہیں اللہ رب العزت اپنے دیدار سے نوازے گا۔ارشاد ہے۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ. إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ(القیامہ، 23 22)

کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے۔اپنے رب کو دیکھتے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے بموجب تروتازہ چہروں پر بشاشت کی لہر دوڑ جائے گی جب انہیں خدا کا دیدار عام بے حجاب کرایا جائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بے حجاب دیدار سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اہل ایمان کے لئے نہ ہوگی۔

دیدار الٰہی پر متفق علیہ حدیث۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انکم سترون ربکم عیانا بے شک تم اپنے رب کو اعلانیہ دیکھو گے۔صحیح البخاری، 2_1105 ،کتاب التوحید، رقم 6998۔

☆حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہویں کے چاند کی رات ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

انکم سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر ھذا

تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو۔

(1 صحیح البخاری، 2_1106 کتاب التوحید_2 سنن ابی داؤد، 2_302 ،کتاب السنۃ، رقم 4729_3 سنن ابن ماجہ، 1_63 ،

اس سے یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ مندرجہ بالا ارشادات مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے ذات باری تعالیٰ کے مطلقاً دیدار کی نفی نہیں ہوئی۔اب اگر بالفرض اس کے عدم امکان کو تسلیم کرلیا جائے تو منطق کے اصول کے مطابق جو چیز اس جہان میں ناممکن ہے وہ عالم اخروی میں بھی ناممکن ہے لیکن بحوائے ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مومن کے لئے آخرت میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہوگا۔

دیدار الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مختص تھا

یہ بات کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اپنے ہر ایمان دار امتی سے کروڑہا درجے بڑھ کر ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ہر مومن کو ایمان کی دولت ان کے صدقے سے عطا ہوئی ہے۔اس لحاظ سے یہ منفرد امتیاز صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو حاصل ہے کہ انہیں معراج کی شب مشاہدہ و دیدار حق نصیب ہوا جبکہ دوسرے اہل ایمان کو یہ سعادت آخرت میں نصیب ہوگی۔

احادیث میں ہے کہ معراج کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احوال آخرت، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا جبکہ باقی سب کو ان کا چشم دید مشاہدہ موت کے بعد کرایا جائے گا۔بلاشبہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات میں شامل ہے کہ انہیں قیامت تک پیش آنے والے واقعات کی پیشگی مشاہدے کے ذریعے خبر دے دی گئی اور آخرت کے سب احوال ان پر بے نقاب کر دیئے گئے۔اس بنا پر تسلیم کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہئے کہ منجملہ کمالات میں سے یہ کمال صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا کہ دیدار الٰہی کی وہ عظمت عظمٰی جو مومنوں کو آخرت میں عطا ہوگی وہ آپ کو شب معراج ارزانی فرما دی گئی۔یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ چھوٹی نعمتوں کے باوصف سب سے بڑی نعمت جو دیدار الٰہی ہے اس سے حضور ﷺ کو محروم کر دیا جاتا۔

امکان کی بات سے قطع نظر سورہ نجم کی آیات معراج میں چار مقامات ایسے ہیں جن میں ذات باری تعالیٰ کے حسن مطلق کے دیدار کا ذکر کیا گیا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم، 9 - 8)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

یعنی ربّ العزت اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا جلوۂ حق اور حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا انتہائے قرب میں اس سے بھی کم ہوگیا۔

ارشاد ربانی میں اس انتہائی درجے کے قرب کی نشاندہی کی گئی ہے جس کا حتمی نتیجہ اور نقطۂ منتہیٰ سوائے دیدار الٰہی کے اور کچھ قرین فہم نہیں۔اس کے بعد فرمایا۔مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (النجم،

11) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

قرآن حکیم نے یہ واضح فرما دیا کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمال ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ دل کی آنکھ سے بھی کیا اور سر کی آنکھ سے بھی۔

دیدار الٰہی کے بارے میں علماءِ امت کی تصریحات۔

حدیث طبرانی میں ہے کہ

ان محمدا رای ربه مرتین مرة بعینه و مرة بفواده.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل سے۔

1المعجم الکبیر، 12۔71، رقم 12564۔ 2المعجم الاوسط، 6 356، رقم 5757۔ 3المواہب اللدنیہ، 37 2۔ 4نشر الطیب)

اس حدیث پاک سے رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں اوپر درج کی گئی قرآنی آیات کے مضمون کی بخوبی تائید ہوتی ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جو حضرت سیدنا عمر حضرت مولا علی اور حضرت حسان رضی اللہ عنہم جیسے برگزیدہ صحابہ کی صحبت سے فیض یافتہ نامور تابعی ہیں، ان سے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا انہوں نے معراج کی شب ذات باری تعالیٰ کا دیدار کیا؟ تو انہوں نے تین بار قسم کھا کر اس بات کا اقرار کیا کہ ہاں انہوں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

☆اسی طرح جب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے تین بار یہ الفاظ دہرائے، قد رای ربه یعنی انہوں نے اپنے رب کو دیکھا، یہاں تک کہ ان کی سانس پھول گئی۔

یہ خیالات و معتقدات سب ممتاز اور قابل ذکر صحابہ صحابیات، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کے ہیں۔ قرآن حکیم نے رؤیت باری کی تائید فرماتے ہوئے شک کرنے والوں سے پوچھا۔

أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰO(النجم، 53۔12)

تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو

سرور دو جہاں، ہادی انس و جاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری آنکھ کے علاوہ ایک آنکھ باطنی دل کی بھی عطا فرمائی تھی۔ جب ساعت دیدار آئی تو آپ کو ظاہری جلوہ اور باطنی جلوہ دونوں نصیب ہوئے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ(النجم، 13)

اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا

بارگاہِ خداوندی میں بار بار حاضری۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خالق و مالک سے وصال و دیدار کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کے بعد سفلی دنیا کی طرف تشریف لائے تو اللہ جل مجدہ کی طرف سے امت کے لئے پچاس نمازوں اور چھ ماہ کے روزوں کا تحفہ لائے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو ان کے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ۵۰ نمازوں ۶ ماہ کے روزوں کے متعلق فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اصرار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار رب تعالیٰ کے ہاں بھیجتے رہے یہاں تک کہ آپ نے 9 مرتبہ ذات باری تعالیٰ سے ملاقات کی جس کے نتیجے میں اللہ رب العزت نے تخفیف فرما کر پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے امت مسلمہ پر فرض کیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مزید تخفیف کے بارے میں اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اب رب کے ہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو نو مرتبہ دیدار اور ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں دیدارِ الٰہی میں محو تھیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک جو دیدارِ الٰہی کے شرف سے مشرف ہوئیں، کائناتِ سماوی کا ایک ایک نقش جن میں ثبت ہے، کتابِ زندگی کے سرورق کا وہ جلی عنوان ہے جو ان گنت کائناتی سچائیوں کے انکشاف کا نقیب ہے، انہیں چشمانِ مبارک کے تصدق میں کائنات رنگ وبو میں رعنائیوں کے جھرمٹ اترتے ہیں، انہی چشمانِ مقدس میں موسیٰ علیہ السلام کی آرزو، انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کی صورت میں جاگزیں ہے اور یہی چشمانِ مقدس سدرۃ المنتہیٰ کے جمال کی عینی شاہد ہیں۔

کلامِ ربانی میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان مبارک آنکھوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اپنے حوصلے، اعتماد، ہمت اور عزم و یقین کے باعث اس ارشادِ ربانی کا مصداق ٹھہریں۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیO (النجم، 17)

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

آپ کی بصارت اس درجہ طاقت و وسعت کی حامل تھی کہ شبِ معراج مشاہدہ حق کے وقت اس میں نہ صرف اضمحلال واقع نہ ہوا بلکہ وہ کمال ہوش کے ساتھ مشاہدہ جمال میں محو رہی۔

حضرت سہل بن عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ اسی مشاہدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

شاهد نفسه والی مشاهدتها و انما کان مشاهدا ربه تعالی بشاهد ما یظهر علیه من الصفات التی اوجبت الثبوت فی ذلک المحل (روح المعانی، 27۔54)

اس طرح مستغرق ہوئے کہ سوائے ذاتِ باری اور صفاتِ الٰہیہ کے کسی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

اس کے برعکس حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تجلی الٰہی کی ایک جھلک بھی برداشت نہ کرسکے اور صفاتی تجلی کی انعکاسی شعاع کے اثر سے آپ کا خرمنِ ہوش جل گیا۔

کسی صاحبِ نظر نے بصارتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بصارتِ موسیٰ علیہ السلام سے کیا خوبصورت موازنہ کیا ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

موسیٰ تو محض ایک صفاتی جلوہ سے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور آپ ﷺ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ عین ذات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور حالتِ تبسم میں ہیں۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

قرآن آگے چل کر رؤیتِ آیاتِ الٰہیہ کے باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ بصارت کا ذکر یوں کرتا ہے۔

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰیO (النجم، 53۔18)

بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

معراج میں رؤیتِ باری تعالیٰ کی چند احادیث

☆امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمہ شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں یہ حدیث سند صحیح ہے۔

☆ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا اور مجھ کو شفاعت کبریٰ اور حوض کوثر سے فضیلت بخشی۔ محدث ابن عساکر

☆حضرت عبداللہ ابن مسعود سے راوی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مجھے رب العزت نے فرمایا۔ میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد ﷺ مواجہ بخشا کہ بے پردہ تم نے میرا دیدار کیا اور جمال پاک دیکھا۔

☆مجمع البحار ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے درمیان نہ کوئی پردہ تھا اور نہ کوئی دوسرا نبی ورسول۔ ☆حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس اس کا دیدار ہوا۔

☆ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک محمد ﷺ نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

☆حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔

☆عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں میں نے عرض کیا، کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے کلام لکھا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے دوستی اور حضرت محمد ﷺ کے لئے دیدار، بے شک حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

جو ہو چکا ہے جو ہوگا حضور جانتے ہیں (ﷺ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مقدس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان چشمان مقدس نے اللہ رب العزت کا بے حجاب نظارہ کیا۔ اب اس کے بعد وہ کونسی چیز ہوگی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم بینا سے پوشیدہ رہی ہوگی۔ یہی چشم بینا کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ماضی، حال کے علاوہ مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات اور تغیرات حضور ﷺ کی چشمان مبارک پر روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں تھے۔

دل نے تجلیاتِ ذات الٰہیہ کی تصدیق کی

حضور ﷺ کے کمال بصارت کے ذکر کے بعد قرآن آپ کے قلب انور کا ذکر بھی کرتا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰیO(النجم، 53۔11)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

جو خیال تھے نہ قیاس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جو محبتوں کے اساس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جنھیں مانتا ہی نہیں یہ دل اوہی لوگ میرے ہیں سفر
مجھے ہرطرح سے جو راس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
یہ خیال سارے ہیں عارضی یہ گلاب سارے ہیں کاغذی
گلِ آرزو کی جو باس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جنھیں کر سکا نہ قبول میں وہ شریک راہِ سفر ہوئے
جو میری طلب میری آس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

جلسہ دستار بندی

آپ کے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں دورہ تفسیر القرآن شروع

ہے ملک کے مختلف اضلاع سے علماء، طلبا ءقرآن کریم سے نور سے اپنا سینہ منور کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں ان کی دستار بندی و تقسیم اسناد کی تقریب 22 مئی جمعہ سیرانی مسجد بہاولپور میں ہوگی مع احباب شریک ہو کر ڈھیروں نیکیاں حاصل کریں۔

بدنگاہی کا فتنہ

الحاج ملک اللہ بخش کلیار(کالم نگار ماہنامہ"فیض عالم") مدینہ منورہ کی کتاب "اسرار دل" سے اکتساب

اسلام غیر محرم کو دیکھنے سے نہ صرف منع کرتا ہے بلکہ وہ مومنوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی ہدایت بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے(قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ)مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے(نور۔۳۰)

آیت پاک میں حفاظت فروج سے پہلے نظروں کی حفاظت کا حکم آیا ہے، اس لیے کہ نظر کی بے احتیاطی ہی شرمگاہ کی حفاظت میں غفلت کا سبب بنتی ہے۔ بدنظری کے معاملے میں جو حال مردوں کا ہے تقریباً یہی حال عورتوں کا بھی ہے ،اسی لیے کہ مرد و عورت کا خمیر ایک ہی ہے اور عورتیں عموماً جذباتی و نرم طبیعت کی حامل ہوتی ہیں، بہت جلد فریق اول الذکر سے متاثر ہو جاتی ہیں اور اپنی نظریں میلی کر کے، زیادہ فتنے کا باعث بنتی ہیں ۔اس لیے رب تعالیٰ نے انہیں بھی واضح اور صاف الفاظ میں نگاہیں نیچی رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے ۔ارشاد عزوجل ہے(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں(نور۔۳۱)

زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے، خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے ۔مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار ان رشتہ داروں کے علاوہ جن سے پردہ ضروری نہیں کسی کے سامنے جائز نہیں ۔بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا ابھار ہے،اس کے مزید ستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ زمانہ جاہلیت میں عورتیں خمار (اوڑھنی)سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی، یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہیے تا کہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے

نظریں نیچی رکھنے کے بے شمار فوائد ہیں، حکم الٰہی کی اطاعت ہے جس سے اس زہر آلود تیر کا اثر دل تک نہیں پہنچ سکتا۔ رب تعالیٰ سے محبت بڑھتی ہے، دل کو نور حاصل ہوتا ہے مومن کی فہم و فراست بڑھتی ہے ۔قلب تک شیطان کے داخل ہونے کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ دل مطمئن ہو کر اصلاح خیر کی باتیں سوچتا ہے۔ نظر اور دل کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے ،اور دونوں کے درمیان کا راستہ بہت مختصر ہے ۔دل میں خیر و بھلائی کے دخول کا دارومدار نظر کی اچھائی و برائی پر ہے ۔جب نظر خراب ہو جاتی ہے،تو دل خود بخود خراب ہو جاتا ہے اس میں نجاستیں اور گندگیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں ،اللہ تعالیٰ کی

معرفت اور محبت کے لیے اس میں گنجائش باقی نہیں رہتی۔بدنظری کرنے والے کا حافظہ،جسم ،اعصاب اور دل کمزور ہو جاتے ہیں۔گھر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔بدنظری کرنے والے کو حسن عمل کی توفیق نہیں ہوتی،بدنظری سے بے حیائی پھیلتی ہے۔بدنظر انسان کے اندر محبوب کا خیالی تصور پیدا ہو جاتا ہے،وہ لا حاصل آرزوؤں اور تمناؤں میں الجھ کر رہ جاتا ہے،دماغی طور پر متفرق امنگوں میں بٹ جاتا ہے،اس طرح اس میں حق اور ناحق کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔بدنظری سے دو دلوں میں شہوتوں کی آگ بھڑکتی ہے اور خوابیدہ جنسی جذبات میں جنبش ہوتی ہے۔کیونکہ بدنظر ہر وقت لاحاصل چیزوں کو حاصل کرنے کی تاڑ میں لگا رہتا ہے۔محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد پاک ہے "،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:نظر ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے 'جو شخص اس سے اللہ کے خوف سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت وہ قلب میں محسوس کرتا ہے "۔(طبرانی)

بدنظری سے بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں،شروع میں انسان اس کو عام چیز سمجھ کر لطف اندوز ہوتا رہتا ہے،مگر انجام اس کا عظیم گناہ کا مرتکب ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔جیسے چنگاری سے آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں،ایسے ہی بدنظری سے بڑی بڑی برائیاں جنم لیتی ہیں۔سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا(العینان تزنیان و زناهما النظر)آنکھوں کا دیکھنا زنا ہے۔

بدنظری سے زمین میں فساد پھیلتا ہے،زنا کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے۔بدنظر کو دور سے ہر چیز خوبصورت لگتی ہے،اس لیے اس کا دل دیکھنے کو چاہتا ہے،دل کو نہ بجھنے والی پیاس لگی رہتی ہے بدنظری کا گناہ اصل جوانی میں غلبہ شہوت کی وجہ سے کیا جاتا ہے،دل کو ایسا روگ لگ جاتا ہے۔جس کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔خالق کائنات نے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت انسان تخلیق فرمایا ہے 'حریص دل کس کس کو دیکھے گا؟نتیجہ یہی نکلے گا کہ ایک کو دیکھا دوسرے کو دیکھنے کی ہوس بھڑتی جائے گی،نفسانی ہوس کے دریا میں ساری عمر بہتا رہے گا،اور کنارے پر نہیں پہنچ سکے گا،کیونکہ یہ دریا ناپید کنار ہے۔

بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔جس طرح دنیا کا طویل سفر ایک قدم اٹھانے سے شروع ہوتا ہے،اسی طرح بدنظری سے زنا کے سفر کی ابتدہ ہوتی ہے۔اہل ایمان پہلی سیڑھی ہی چڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔بدنظری ایک زہر آلودہ تیر ہے،جو دلوں میں زہر ڈالتا ہے

'جب یہ تیر دل میں پیوست ہو جاتا ہے تو سوزش قلب بڑھتی

۔بدنظری جب آنکھیں لڑتی ہیں اور نین سے نین ملتے ہیں تو دل میں چھپی آشنائی ظاہر ہو جاتی ہے پہلے سلام و پیام،کلام و ملاقات کے دروازے کھلتے ہیں،پھر سلسلہ جتنا دراز ہوتا جاتا ہے،اتنی ہی دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے،اور اشاروں اشاروں میں زندگی بھر ایک ساتھ رہنے کے عہد و پیمان بندھ جاتے ہیں۔بدنظری آنکھیں بےلگام ہوتی ہیں،اکثر برائی لڑائی کی بنیاد یہی بنتی ہیں اور دل کے اندر گناہ کا تخم پیدا ہو جاتا ہے۔جو موقع ملتے ہی اپنی بہار دکھاتا ہے۔

جس طرح قابیل نے ہابیل کی بیوی کے حسن و جمال پر نظر ڈالی تو دل و دماغ پر ایسا بھوت سوار ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا۔دنیا میں سب سے پہلے قتل کا مرتکب ہوا۔زلیخا عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو جذبات کے ہاتھوں ایسی بے قابو ہوئی کہ گناہ کی دعوت دے ڈالی۔

عصر حاضر میں بدنظری کی ایک قسم برہنہ تصاویر ہیں جو اخباروں اور کتابوں کی ہر روز زینت بنتی ہیں۔اسی طرح فلموں،ڈراموں اور

ماڈلنگ کرنے والی لڑکیوں کی تصاویر جوجگہ جگہ دیواروں پر چسپاں رہتی ہیں۔ آج کل موبائل سیٹ میں یہ تصویریں انسان کے پاس ہر وقت سامنے رہتی ہیں انہی سیکڑوں برہنہ و نیم برہنہ تصاویر کو بدل بدل کر موبائل اسکرین میں سجایا جاتا ہے خلوت میں نظریں کامل توجہ کے ساتھ انکے انگ انگ کا معائنہ کرتی ہے۔ اسی طرح ٹی وی، نامہ نگاروں کو خبروں اور ناک شو کے بہانے دیکھنا، گرل فرینڈ و بوائے فرینڈ کی تصویروں کو تنہائی میں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا، انٹرنیٹ پر پیشہ ور لڑکیوں کی تصاویر دیکھنا یا فحش ویڈیو دیکھنا، یہ زندہ عورت کو دیکھنے سے زیادہ نقصان کا باعث ہیں سر سے راہ غیر محرم کے خدو خال پر اتنی باریک بینی سے نظر ڈالنا، جتنا تصاویر کے ذریعہ دیکھنا ممکن ہے، ان سب سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ": ابن آدم کے لیے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے' وہ یقیناً اسے پانے والا ہے' آنکھوں کا زنا (غیر محرم کی طرف) دیکھنا ہے' کانوں کا زنا (حرام آواز کا) سننا ہے' زبان کا زنا (ناجائز) کلام کرنا ہے' ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (ناجائز کام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے"۔ (متفق علیہ)

دوسری حدیث پاک میں سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے (لعن اللّٰہ الناظر و المنظور الیہ) نظر کرنے اور (ناظر اور منظور) نظر کروانے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے

(اکابرین امت کے نزدیک فتنہ بدنظری کیا ہے؟)

(۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ": متعدد شہوانی نگاہیں اور ایک ساعت کی لذت لمبے غم کا سبب بنتی ہیں۔

☆(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ": آدمی کی آنکھیں شیطان کا پھندا ہوتی ہیں۔ جس نے اعضائے بدن کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دیا اسے اسکا مقصود مل گیا' جس نے اپنے اعضائے بدن کو لذتوں میں مشغول کر دیا اس کے عمل برباد ہو گئے"۔

☆(۳) حضرت عبیدہ دل اور نگاہ کے بارے میں لکھتے ہیں' جس چیز کا نتیجہ نافرمانی' رب ہو، وہ کبیرہ گناہ ہے۔ چونکہ نگاہ پڑنے کے بعد دل میں فساد کھڑا ہوتا ہے، اس لئے شرمگاہ کو بچانے کے لئے نظریں نیچی رکھنے کا فرمان ہوا۔ نظر بھی ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ پس زنا سے بچنا بھی ضروری ہے اور نگاہ نیچی رکھنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ دل کو کسی قسم کا کوئی برا خیال لبھا نہ سکے"۔

☆(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں شہوات و بد نگاہی کے تقاضوں پر صبر سے ولایت خاصہ عطا ہوتی ہے' یہی وجہ ہے مخنث (خسرے/خواجہ سراء) ولایت عامہ سے آگے ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ اسے مجاہدہ کا وہ غم حاصل نہیں ہوتا جو کامل مرد کو پیش آتا ہے

☆(۵) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں ": جس نے نگاہ کو آزاد چھوڑ دیا تو اسکے غم طویل ہوں گے"۔

☆(۶) امام غزالی فرماتے ہیں ": آنکھوں کے فتنے سے خود کو یقینی طور پر بچاؤ کیونکہ یہی تمام فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے"۔

☆(۷) حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں' اپنی نظر کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مصروف کر دو' اور جس آنکھ سے تجھے اللہ کا دیدار کرنا ہے اسے غیر اللہ سے بند کر دے' ورنہ اللہ کی نظر میں گر جاؤ گے"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نگاہیں نیچی رکھنے اور فتنہ بدنظری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سفید بال کالے ہو جائیں

اسطوخودوس ۔پنساری سے عام مل جاتا ہے۔اس کو لیکر اس قہوہ بنا کر منہ نہار پینے سے سفید بال کالے ہوجاتے ہیں ۔اس کے علاوہ نزلہ زکام ۔دماغی کمزوری میں استعمال کریں (ریاض اویسی)

کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ آپ کا بدلہ آپ کی اولا دے۔

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی معروف کتاب تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان میں ایک قصہ منقول ہے کہ شہر بخارا میں ایک جیولر کی مشہور دکان تھی اس کی بیوی خوبصورت اور نیک سیرت تھی ایک سقا (پانی لانے والا) اس کے گھر تیس سال تک پانی لاتا رہا بہت با اعتماد شخص تھا ایک دن اسی سقا نے پانی ڈالنے کے بعد اس جیولر کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے دبایا اور چلا گیا عورت بہت غمزدہ ہوئی کہ اتنی مدت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اسی دوران جیولر کھانا کھانے کے لئے گھر آیا تو اس نے بیوی کو روتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر صورتحال کی خبر ہوئی تو جیولر کی آنکھوں میں آنسو آگئے بیوی نے پوچھا کیا ہوا جیولر نے بتایا کہ آج ایک عورت زیور خریدنے آئی جب میں اسے زیور دینے لگا تو اس کا خوبصورت ہاتھ مجھے پسند آیا میں نے اس اجنبیہ کے ہاتھ کو شہوت کے ساتھ دبایا یہ میرے اوپر قرض ہوگیا تھا لہذا سقا نے تمہارے ہاتھ کو دبا کر چکا دیا میں تمہارے سامنے سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

البتہ مجھے ضرور بتانا کہ سقا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے دوسرے دن سقا پانی ڈالنے کے لئے آیا تو اس نے جیولر کی بیوی سے کہا کہ میں بہت شرمندہ ہوں کل مجھے شیطان نے ورغلا کر برا کام کروا دیا میں نے سچی توبہ کرلی ہے آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔عجیب بات ہے کہ جیولر نے غیر عورت کو ہاتھ لگانے سے توبہ کرلی تو غیر مرد نے اس کی عورت کو ہاتھ لگانے سے توبہ کرلی

ایک بادشاہ کے سامنے کسی عالم نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ زانی کے عمل کا قرض اس کی اولاد یا اس کے اہل خانہ میں سے کسی نہ کسی کو چکانا پڑتا ہے اس بادشاہ نے سوچا کہ میں اس کا تجربہ کرتا ہوں اس کی بیٹی حسن وجمال میں بے مثال تھی اس نے شہزادی کو بلا کر کہا کہ عام سادہ کپڑا پہن کر اکیلی بازار میں جاؤ اپنے چہرے کو کھلا رکھو اور لوگ تمہارے ساتھ جو معاملہ کریں وہ ہو بہو آکر مجھے بتاؤ شہزادی نے بازار کا چکر لگایا مگر جو غیر محرم شخص اس کی طرف دیکھتا وہ شرم وحیا سے نگاہیں جھکا لیتا کسی مرد نے اس شہزادی کے حسن وجمال کی طرف دھیان ہی نہیں دیا سارے شہر کا چکر لگا کر جب شہزادی اپنے محل میں داخل ہونے لگی تو راہداری میں کسی ملازم نے محل کی خادمہ سمجھ کر روکا گلے لگایا بوسہ لیا اور بھاگ گیا شہزادی نے بادشاہ کو سارا قصہ سنایا تو بادشاہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ میں نے ساری زندگی غیر محرم سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کی ہے البتہ ایک مرتبہ میں غلطی کر بیٹھا اور ایک غیر محرم لڑکی کو گلے لگا کر اس کا بوسہ لیا تھا میرے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو میں نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا ۔(تفسیر روح المعانی)

سچ ہے کہ زنا ایک قصاص والا عمل ہے جس کا بدلہ ادا ہو کر رہتا ہے

درس عبرت ۔ ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہی کا بدلہ ہماری اولادیں چکاتی پھریں جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے گھر کی عورتیں پاکدامن بن کر رہیں اسے چاہئے کہ وہ غیر محرم عورتوں سے بے طمع ہو جائے اسی طرح جو عورتیں چاہتی ہیں کہ ہمارے خاوند نیکوکاری کی زندگی گذاریں بے حیائی والے کاموں کو چھوڑ دیں انہیں چاہئے کہ وہ غیر محرم مردوں کی طرف نظر اٹھانا بھی

چھوڑ دیں تا کہ پاکدامنی کا بدلہ پاکدامنی" کی صورت میں مل جائے رہ گئی بات کہ اگر کسی نے پہلے یہ کبیرہ گناہ کیا ہے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے سچی توبہ کے ذریعے اپنے رب کو منائیں تا کہ دنیا میں قصاص سے بچ جائیں اور آخرت میں ذلت و رسوائی سے چھٹکارا پائیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اہل بیت کی دشمنی کا الزام لگایا جاتا ہے

سوال۔شہدائے کربلا کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اہل بیت کی دشمنی کا الزام لگایا جاتا ہے حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ محب اہل بیت تھے؟

جواب۔اس سوال کا جواب مسلک اہل سنت کی سینکڑوں کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت سے سچی محبت کرتے تھے لیکن اس کا جواب ہم اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے دیتے ہیں۔شیعہ مولوی ملا باقر مجلسی کتاب جلاء العیون میں لکھتا ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وصال کے وقت یزید کو یہ وصیت فرما گئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ پس ان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔تجھے معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کے ٹکڑے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت و خون سے انہوں نے پرورش پائی ہے۔مجھے معلوم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہ کریں گے۔تنہا چھوڑ دیں گے اگر ان پر قابو پالے تو ان کے حقوق کو پہچاننا ان کا مرتبہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اس کو یاد رکھنا خبردار ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا (جلاء العیون جلد دوم ص 421,422)

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں۔کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو یہ وصیت فرمائی۔کہ اے بیٹا !ہوس نہ کرنا اور خبردار جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن میں حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خون نہ ہو۔ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا غور کیجئے !حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو یہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی تعظیم کرنا بوقت مصیبت ان کی مدد کرنا۔اب اگر یزید پلید اپنے والد کی وصیت پر عمل نہ کرے تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور؟ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے یزید پلید کو کافر لکھا ہے اور اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یزید پلید شرابی ظالم بدکار بے شرم بے حیا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا ذمہ دار ہے لیکن اس کے بدلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنا یہ کون سی دیانت ہے؟ الحمدللہ !ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ شان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتنی بلند ہے۔ان دلائل سے ان لوگوں کو عقل کے ناخن لینے چاہئے جو علم نہ ہونے کی وجہ سے بکواس کرتے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی زبان کو بند رکھیں خصوصا واعظین اور خطباء جو جوش خطابت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی کہہ دیتے ہیں اور ذرا بھی ادب و لحاظ نہیں کرتے۔ایسے لوگ احتیاط کریں۔اگر کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مولا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے مابین جنگ سے متعلق سوال بھی کرے تو حکمت عملی سے یہ کہہ کر عوام اہلسنت کو مطمئن کر دیں کہ ہمارے لئے دونوں ہستیاں لائق احترام و تعظیم ہیں لہذا ہمیں اپنی زبانوں کو بند رکھنا چاہئے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا ایک جاہلانہ بول بروز قیامت ہمیں مہنگا نہ پڑ جائے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہمارے لئے کافی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو تو

خیر سے کرو سادات کرام بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق احتیاط سے کام لیں اور اپنی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیاروں کی شان میں گستاخی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نماز میں تصور رسول ﷺ

3 اپریل 2015ء کو جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لیے محترم ڈاکٹر محمد سجاد بھٹی صاحب نے ابوظہبی کے علاقہ مفخ کی نوری سنی مسجد میں فقیر کا انتظام کرا رکھا ہے ہم صبح دس بجے دبئی سے محترم محمد افتخار قادری کے ساتھ ابوظہبی کے لیے روانہ ہوئے محترم محمد علی اویسی، محمد طارق اویسی فقیر کے ہمراہ ہیں۔ ۱۲ بجے مفخ پہنچے تو مسجد کے خطیب حضرت علامہ ریاض احمد صدیقی صاحب نے ہمیں خوش آمدید کہا مسجد میں اجتماع کثیر ہے۔ صدیقی صاحب نے فقیر کا تعارف میرے حضور قبلہ والد گرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپور کے حوالہ سے کرایا۔ اور تقریر کے لیے کہا فقیر نے ۲۲ رجمادی الآخر کو حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی مناسبت سے ان کے عشق رسول ﷺ کے حوالہ گفتگو کی جو نذر قارئین ہے (حوالہ جات و مفید اضافہ بعد میں درج کئے)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک حجرۂ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرفِ دلنواز سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں۔ جان نثاران مصطفیٰ سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں محبوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں انہیں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے، پیر کے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسب معمول نماز ادا کر رہے تھے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آگے روایت کے الفاظ ہیں

فكشف النبي صلى الله عليه وآله وسلم ستر الحجرة، ينظر إلينا و هو قائم، كأن وجهه ورقة مصحف، ثم تبسم

آپ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ گویا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہو، پھر مسکرائے۔ حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

صحیح بخاری، 1۔ کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم 2648 صحیح مسلم ج 1۔315، کتاب الصلوۃ، رقم 3419 ابن ماجہ، السنن 1 کتاب الجنائز

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فهممنا أن نفتتن من الفرح برؤية النبي صلى الله عليه وآله وسلم، فنكص أبوبكر على عقبيه ليصل الصف، وظن أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم خارج إلى الصلوة (صحیح بخاری، ج 1۔ کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم 2468 بیہقی، السنن الکبریٰ، ج 3۔، رقم 34825

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔ ان وجد آفریں کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے:

فلما وضح وجه النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما

نظرنا منظرا كان أعجب إلينا من وجه النبي صلى الله عليه وآله وسلم حين وضح لنا .بخاری، ج1، کتاب الجماعۃ والامامۃ، رقم 2649 صحیح مسلم، ج 1، کتاب الصلاۃ، رقم 3419 ابن خزیمہ، ج 2، 372، رقم 41488 ابوعوانہ،

جب (پردہ ہٹا اور) آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ مسلم شریف میں فهممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں۔ فبهتنا و نحن في الصلوة، من فرح بخروج النبي صلى الله عليه و آله وسلم (صحیح مسلم 1۔315، کتاب الصلوۃ، رقم 419۔

ہم دورانِ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہر تشریف لانے کی خوشی میں حیرت زدہ ہو گئے (یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی)۔

علامہ اقبال نے حالتِ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ زار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظر کی کیا خوبصورت لفظی تصویر کشی کی ہے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

کم وبیش یہی حالت ہر صحابی کی تھی۔ شارحینِ حدیث نے فهممنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبي صلى الله عليه وآله وسلم کا معنی اپنے اپنے ذوق کے مطابق کیا ہے۔

☆۔امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فهممنا أي قصدنا أن نفتتن بأن نخرج من الصلوة (قسطلانی، ارشاد الساری، 2۔44)

پس قریب تھا یعنی ہم نے ارادہ کر لیا کہ (دیدار کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔ ☆۔لامع الدراری میں ہے و كانوا مترصدين إلى حجرته، فلما أحسوا برفع الستر التفتوا إليه بوجوههم.

(گنگوہی، لامع الدراری علی الجامع البخاری، 3۔150)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کی طرف مرکوز تھی، جب انہوں نے پردے کا سرکنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرۂ انور کی طرف کر لئے۔

☆ غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں حیدر آبادی ترجمہ کرتے ہوئے لکھا فهممنا أن نفتتن من الفرح برؤية النبي ﷺ.

(وحید الزمان، ترجمہ البخاری، 1۔ 349)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ نیچے ڈال دیا۔

☆امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

فكاد الناس ان يضطربوا فأشار الناس ان اثبتوا

(ترمذی، الشمائل المحمدیہ، 1، رقم 386)

قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔

☆ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقرب الناس أن يتحركوا من كمال فرحهم لظنهم شفاءه صلى الله عليه وآله وسلم حتى أرادوا أن يقطعوا الصلوة لإعتقادهم خروجه صلى الله عليه وآله وسلم ليصلي بهم، و أرادوا أن يخلوا له الطريق إلى المحراب و هاج بعضهم في بعض من شدة الفرح

(بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ 194)
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفایاب ہونے کی خوشی کے خیال سے متحرک ہونے کے قریب تھے حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کرلیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لا رہے ہیں، لہٰذا انہوں نے محراب تک کا راستہ خالی کرنے کا ارادہ کیا جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشی کی وجہ سے کودنے لگے۔

☆امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوۃ کے تحت اور دیگر محدثین کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ والہانہ کیفیت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے وھم المسلمون ان یفتتنوا فی صلوتھم، فاشار الیھم اتموا صلاتکم (صحیح بخاری، ج 1، کتاب صفۃ الصلاۃ، رقم۔ 2721

مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا تو اے مسلمان بچ ان گستاخوں سے جو کہتے کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آجائے تو شرک ہوجاتا ہے (صراط المستقیم) جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ آپ نے دیکھا واضح ہوا الحمد اللہ آج اہلسنت وجماعت کا مسلک صحابہ کرام کے عین مطابق ہے۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی حال مقیم دبئی

گرمی میں بھی صحت برقرار رکھنے کے بہترین طریقے

گرمی کا موسم آتے ہی بھوک کم ہو کر پیاس بڑھنے لگتی ہے لیکن اس شدید گرم موسم میں اپنی غذا کو متوازن رکھنا بھی ضروری ہے۔ جس میں پھل اور سبزیاں اہم کردار ادا کرتی ہیں، آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں ایسی غذائیں جس کے استعمال سے آپ خود کو گرمی کے مضر اثرات سے بچا پائیں گے۔

<u>پھلوں کے جوس</u>۔ گرمی کے موسم میں کولڈ ڈرنک کی بجائے پھلوں کے جوس پینے کو اپنی عادت بنائیں، تربوز، آم، انگور اور دیگر پھلوں کے جوس کے استعمال سے جسم صحت مند اور ہائیڈریٹ رہتا ہے جو سخت موسم میں نکلتے پسینے کی کمی کو پورا کرتے ہیں۔

<u>سلاد کا استعمال</u>۔ کھانے کے ساتھ سلاد کا استعمال بڑھا دیں جس میں بھرپور توانائی موجود ہوتی ہے جب کہ سلاد ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ آپ کافی دیر تک تھکاوٹ اور تکان سے بچاتا ہے اور جسم کو توانا اور سرگرم رکھتا ہے۔

<u>بیریز کا استعمال</u>۔ بیریز بالخصوص بلیو بیریز گرمی کا بہترین تحفہ ہے اس میں زبردست اینٹی آکسی ڈینٹ موجود ہوتا ہے اور یہ آپ کے جسم کو وٹامن سی کی بڑی مقدار میں فراہم کرتی ہے جبکہ وٹامن سی گرمی میں کئی قسم کے انفیکشن سے بچاتی ہیں۔

<u>ناشپاتی کی طرز کا پھل</u>۔ یہ پھل سلاد کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اسے آپ دہی کے ساتھ استعمال کریں تو زیادہ مفید رہتا ہے، ناشپاتی کے طرز کے اس پھل میں فائبر، وٹامن بی 5، بی 6، سی اور کے علاوہ پوٹاشیم موجود ہوتا ہے جو جسم کو گرمی میں پیدا ہونے والی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

<u>کھیرے کا استعمال</u>۔ شدید گرمی میں مشروبات سے بھی بڑھ کر 2 یا 3 ٹکڑے کھیرا جسم کو ٹھنڈک فراہم کرتا ہے اور کئی گھنٹے گرمی میں کام کرنے کے باوجود جسم کو چست رکھتا ہے۔ کھیرے میں بیٹا کیروٹین، میگنیشیم، پوٹاشیم جیسا اجزا موجود ہوتے ہیں جو جسم میں ہائیڈریٹ کو متوازن رکھتے ہیں۔ (ریاض اویسی)

خوشبو بسی ہوئی ہے جہاں ہواؤں میں (وہ مدینہ ہے)

نماز کے نقد فوائد

حضور فیض ملت محدث بہاولپوری کا یہ خوبصورت رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور سے طلب کریں

فقیر محمد فیاض احمد اویسی کا سفر مدینہ منورہ جمادی الآخر ۱۴۳۶ھ

مورخہ ۷/اپریل 2015ء کو محترم محمد علی اویسی نے دبئی سے جدہ کے لیے ناس ایرلائن میں ٹکٹ بک کرادیا اور محمد عباس اویسی سے رابطہ ہوا وہ جدہ ایئرپورٹ پر گاڑی لیے فقیر کا منتظر تھا نماز عصر مکہ مکرمہ میں جا کر ادا کی۔ شب بدھ رات ایک بجے عمرہ شریف کے ارکان سے فراغت ہوئی فقیر کے دیرینہ دوست الحاج ملک اللہ بخش کلیار صاحب نے اپنے ہوٹل میں کمرہ کا بندوبست کیا ہوا ہے اور پر تکلف کھانے کا اہتمام بھی.....

فقیر اپنے کمرہ میں جا کر سو گیا صبح علامہ غلام شبیر المدنی سے رابطہ ہوا انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں ہوں جدہ میں کچھ کام ہیں وہ کر کے مدینہ منورہ جاؤنگا لیکن اب عمرہ سے فراغت کے بعد فقیر کو ایک دھن ہے کہ مدینے دیکھوں۔ چنانچہ اسی دھن میں اپنا سامان اٹھایا اور مدینہ منورہ جانے والی کار میں آبیٹھا ۴ بجے شام فقیر شہر خوباں سید البلاد مدینہ منورہ آن پہنچا اس بار تو کچھ ایسا ہوا کہ مجھے خود یقین نہیں آرہا تھا کہ مدینہ شریف آگیا ہوں گاڑی سے اترا تو سامنے مسجد نبوی شریف کے مینار تھے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جنت کا پہاڑ احد شریف دعوت نظارہ دے رہا تھا مگر پھر بھی دل نہ مانتے تھے ۴ بجے بیگ کھینچتا شارع شہداء فندق منار الفضی میں آن پہنچا عزیزم محمد نعیمن فقیر کو دیکھ بڑے حیرت زدہ ہو کے پوچھنے لگے کیا آپ پاکستان نہیں گے؟ محمد مظفر بشیر احمد و دیگر فندق کا عملہ مصافحہ و معانقہ کرتے بار بار یہی پوچھتا کہ آپ مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ آگئے ہیں پاکستان نہیں گئے کیا؟؟ دراصل ان احباب سے میرا رابطہ نہ تھا محترم علامہ شبیر بھائی سے تو پاکستان اور پھر دبئی سے بھی رابطہ رہا۔

☆ آج ہی حضرت علامہ صاحبزادہ محمد کرم اللہ الہی ولیر سائیں (زیب درگاہ ماکی شریف سندھ) مسجد نبوی میں پہلی چھتریوں کے شمال مغرب میں نماز مغرب کے بعد ملے بتایا کہ الحمد للہ مدینہ منورہ میں اقامت کے ڈھیروں فوائد میں ایک یہ کہ میں نے پوری دلجمعی کے ساتھ "پانی" "صوت آواز" کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پر سینکڑوں صفحات تصانیف تیار کرلی ہیں انہیں شائع کرنے کے لیے آنے والے بدھ پاکستان جا رہا ہوں۔ فقیر نے کہا یہ کرنے والے کام ہیں جو آپ کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ اہل علم علماء و مشائخ کرام اشاعتی امور کی طرف متوجہ ہوں۔ آنے والی نسلیں ان کی احسان مند رہیں گی۔

☆ 9/اپریل جمعرات کو سرگودھا کے قاضی احمد حسن چشتی و خوشی اللہ دتہ صاحب اپنے گروپ سمیت باب البقیع کے باہر ملے اور وہیں بیٹھے ہی پاکستان الحاج بابا جی محمد حنیف مدنی اویسی بانی و امیر دعوت ذکر سے فون رابطہ ہوا بڑے خوش ہوئے۔

☆ نمازِ عصر کے بعد ہمارے مسلک کے نوجوان سال صحافی ملک محبوب الرسول قادری (لاہور) باب ابوبکر کے باہر ملے خوش ہو کر کہا کہ چند سال قبل آپ کے والدِ گرامی حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ بھی یہاں پر ہی ملے تھے یہ کہہ کر ان کے رفع درجات کے لیے ڈھیروں دعائیں دیں کہا کہ مسلک حق اہلسنت کے فروغ کے لیے ان کے کارہائے نمایاں سے صدیوں ہماری نسلیں اپنے صحیح راستے متعین کرتی رہیں گی۔ وہ دعائیں دے کر سلام پیش کرنے باب السلام سے مواجہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اور فقیر بھی کاسۂ گدائی لیے بارگاہ ناز کی طرف لرزتے قدموں کے ساتھ روانہ ہوا مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہو کر سلام کرنے کے وہ لمحات ہوتے ہیں جو لفظوں میں بیان کم از کم فقیر کے ممکنات میں سے نہیں ہیں شیخین کریمین کو سلام کرنے کے بعد باب البقیع میں بچھے دسترخوان (صفرے) پر افطاری کی سعادت ملی فلحمدللّٰہ علیٰ ذالک مواجہ شریف کے سامنے سمت قبلہ ایک کھڑکی ہے جو یقیناً آپ نے دیکھی ہوگی۔ آیئے اس کا تعارف عرض کرتا ہوں۔

دریچہ آل عمر

جب آپ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر بارگاہ اقدس میں نذرانہ سلام پیش کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کی پشت پر قبلہ رو آج بھی ایک کھڑکی نما جگہ موجود ہے جہاں آج کل ٹی وی کیمرہ بھی لگا ہے گویا یہ کھڑکی مسجد نبوی کی پہلی صف کے انتہائی بائیں جانب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے۔

یہ بڑا تاریخی مقام ہے اس مقام پر حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مکان تھا جو بذات خود بھی عظیم صحابی ہیں اور انکا مرتبہ اپنے والد صحابی کی وجہ سے بھی بہت بلند ہے۔ یہ بھی روایت ہے اور الیاس عبدالغنی نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ المنورہ' میں لکھا ہے کہ سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکان کے پلر پر کھڑے ہو کر اذانیں بھی دی ہیں۔

یہ بھی مرقوم ہے کہ جب مسجد نبوی کی سامنے کی جانب توسیع کی گئی تو تمام مکانات ختم کر دیے گیے سوائے اس مکان کے اور اس مکان کو پکی اینٹوں سے گھیر کر دروازہ لگا دیا گیا جو عین اس مقام پر تھا جہاں آج یہ کھڑکی موجود ہے۔ اور اس دروازے پر (جو اب کھڑکی کی صورت میں نظر آ رہی ہے) ایک عبارت بھی لکھ دی گئی تھی۔ وہ دروازہ براہ راست مسجد نبوی کے توسیع حصے میں کھلتا تھا تاریخ مدینہ منورہ پر لکھی گئی کتابوں میں لکھا ہے کہ 165ہجری تک اس عظیم صحابی کے گھر والے (گویا آنے والی انکی نسلیں) اس دروازے کو مسجد نبوی میں آنے کے لیے استعمال کرتے رہے۔ پھر اس مکان کے مکین ایک زمین دوز راستے سے مسجد نبوی تک آنے لگے اور یہ راستہ موجودہ مسجد نبوی میں محراب عثمانی (جہاں آج کل امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے) کی پشت پر موجود ستونوں کی دوسری رو کے قریب کہیں نکلتا تھا۔

ان عظیم صحابی کے تمام قریبی گھر والوں کے انتقال کے بعد اس زمین دوز راستے اور مکان کو تالا لگا کر بند کر دیا گیا۔ اس وقت کی حکومت حج کے زمانے میں زیارت کے پیش نظر اس راستے اور مکان کو کھول دیتی تھی اور یہ سلسلہ 888 تک چلتا رہا لیکن اس کے بعد حج کے موقعہ پر بے انتہا رش ہو جانے کے باعث اس وقت کے سلطان اشرف قاتبائی نے اس زمین دوز راستے اور اس مکان کو ہمیشہ کے

لیے بند کروا دیا لیکن تقریباً چودہ صدیوں سے یہ کھڑکی جو زائرین مدینہ جا کر دیکھتے ہیں اس عظیم صحابی کی رہائش گاہ کے طور پر بطور نشانی موجود ہے لیکن آج کے حجاج اور معتمرین معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اس عظیم زیارت گاہ کو محض ایک کھڑکی سمجھتے ہیں اور شاید ہی کوئی ہو جو اس پر نگاہیں مرکوز کرتا ہو۔

اب آپ جب مدینہ منورہ کی حاضری سے بہرہ مند ہوں تو اس مقام کی زیارت سے ضرور سعادت مند ہوں۔ مرد حضرات تو اسکو بہت آسانی سے دیکھ سکتے ہیں خواتین شاید اس خزینے تک نہ پہنچ سکیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ کا مزار مبارک مکۃ المکرمہ میں ہے (الحمدللہ فقیر نے دوبار اس مزار پاک کی زیارت کی ہے)

سیدنا عبداللہ تھے بچپن میں والد کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے اور کم سنی ہی کی وجہ سے غزوہ بدر میں شرکت کی اجازت نہ ملی تھی، اتباع سنت میں بڑے مشہور ہوئے جہاں کہیں حضور اکرم ﷺ کو سفر میں اترتے یا نماز پڑھتے دیکھا تھا وہاں جب بھی پہنچنے کا اتفاق ہو جاتا کیا مجال کہ بغیر اترے یا بغیر نماز پڑھے گزر جاتے۔ 83 ہجری میں چوراسی برس کی عمر میں وفات پائی مکہ شریف میں انتقال کرنے والے صحابہ کرام میں آپ سب سے آخری صحابی تھے۔

<u>آپ کا مکان</u>۔ قبلہ کی جانب محراب سے مشرق کی طرف واقع تھا، اسی میں وہ ستون بھی تھا جس کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیا کرتے تھے۔

قبلہ کی جانب سے جو مکانات مسجد سے متصل تھے اور جن کے دروازے مسجد نبوی میں کھلا کرتے تھے ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مکان بھی تھا۔ اور اس کا دروازہ دریچہ آل عمر کے نام سے مشہور تھا۔

اسی مکان کے بارے میں صاحب عمدۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ وہ مکانات جو کبھی دیارِ عشرہ سے مشہور تھے سب گرا دیئے گئے البتہ اس زمین کو پکی دیوار سے گھیر کر باہر سے ایک مضبوط دروازہ لگا دیا گیا جس کے اوپر لکھا دیا گیا "دیار آل عمر" اور اندر پھول پھلواری لگا کر پورے احاطے کو سبزہ زار بنا دیا گیا۔ چنانچہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریفہ کے سامنے سب کا سب ہرا بھرا چمن بن گیا چار دیواری کے ذریعے حد بندی کر دینے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی یہ جگہ ماضی قریب تک متعین و مشخص تھی مگر 1357 ہجری مطابق 1955 میں سعودی حکومت کی پہلی توسیع کے دوران ساری دیواریں منہدم کر دی گئیں اس لئے اب اس مکان کی کچھ زمین جنوبی ہال کے اندر اور زیادہ تر حصہ ہال سے متصل باہر کشادہ میدان میں سمجھنا چاہیے۔

آج مدینہ منورہ میں یوم صدیق اکبر ہے

☆ آج اذان مغرب کے ساتھ ہی ۲۲ / جمادی الآخر شروع ہوا۔ (یہ خلیفہ بلا فصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر ؓ کے وصال کا دن ہے) محترم محمد سہیل اویسی (باب المدینہ کراچی) علامہ نوید مختار اویسی ابن صوفی مختار احمد اویسی گذشتہ شب مدینہ منورہ ائیر پورٹ پر آئے ہیں فقیر کو ڈھونڈتے پھرتے رہے ہیں باب بلال کے برابر ملے پھر ہم نے باب جبریل کے باہر نور برساتے گنبد خضریٰ کے سائے میں ڈیرے ڈال لیے۔ قاری صدیق احمد (مکہ مکرمہ) کے ہمراہ حاجی عبدالرزاق المدنی ہیں انہیں فقیر کا تعارف کرایا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے والد گرامی کیسے ہیں فقیر نے عرض کیا ان کا گذشتہ چار سال قبل وصال ہو گیا ہے نہایت افسردہ ہوئے کہا ان سے مدینہ منورہ کئی ملاقاتیں ہوئیں

ان کے شاگرد عزیز الحاج قاری غلام عباس نقشبندی (شیخوپورہ) ان سے ملاقات کا سبب بنے جب وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو میں ان سے فقہی مسائل معلوم کرتا بتانے لگے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا مسئلہ میں نے ان سے خوب سمجھا کافی دیر زیر گنبد خضریٰ ان کا ذکر اس انداز سے رہا کہ مجھ سمیت اکثر اہل محفل اشکبار تھے عبدالرزاق المدنی نے کہا کہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یوم وصال کے موقعہ پر دودھ لایا ہوں ختم شریف پڑھیں قاری محمد صدیق صاحب ختم شریف پڑھا فقیر نے دعا کرائی اور بعد مغرب دودھ کی سبیل تقسیم ہوئی آج مدینہ منورہ میں یوم سیدنا صدیق اکبر کے صدقے میرے حضور قبلہ والدگرامی فیض ملت محدث بہاولپوری کو ایصال الثواب ہوا۔

☆ آج ۲۳ جمادی آخر (15-4-13) نماز عصر کے بعد فقیر حضرت قبلہ حجی سید محمد عاشق علی شاہ جیلانی (مدفون جنت البقیع شریف) کے شہزادے کے ساتھ باب بلال میں بیٹھا گنبد خضریٰ کا نظارہ کررہا کہ محترم بھائی محمد عابد زرگر (کاموکی منڈی) سامنے آن کھڑے ہوئے ہم دونوں نے جب ایک دوسرے کو دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی خوب مبارکبادیوں کے تبادلہ کے ساتھ طے ہوا کہ عشاء کے بعد مل کر فندق چلیں گے۔ حسب پروگرام ہم دونوں باب مکہ کے سامنے اکٹھے ہوئے اور اپنے فندق چل دیئے پورے راستہ میں میرے حضور والدگرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ساتھ گذرے لمحات کو ایسے سادہ مگر پر اثر انداز سے بیان کیا کہ فقیر کے آنسو نکل آئے (ان لمحات کا ذکر فقیر نے اپنے مضمون "یادوں کے چراغ" میں لکھا ہے)

☆ ۲۵ جمادی ۲ پیر شریف کو بھائی محمد عابد واپس پاکستان جارہے ہیں مدینہ منورہ ائیرپورٹ سے ان کی فلائٹ ہے۔ انہیں شام ۶ بجے فندق سے الوداع کہا اور حرم نبوی شریف آ گیا۔

شب منگل بعد عشاء محمد عرفان مدنی کے ہاں محفل ہے انہوں نے فون کیا وہ مجھے لینے باب السلام میں موجود ہے ان کے گھر آئے ختم قادریہ شریف کے بعد فقیر نے یوم صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے حوالہ مختصر گفتگو کی اور صوفی محمد اقبال قادری کہنے پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلے خطبہ پر حیات النبی کے حوالہ اٹھائے گئے سوال کا جواب عرض کیا۔

☆ آج مدینہ منورہ میں یکم رجب المرجب ہے شب پیر بعد عشاء محترم عبدالقادر نے اپنے گھر العوالی میں محفل کا پروگرام بنا رکھا ہے گنبد خضریٰ شریف کے عقب (محلہ) کے مین گیٹ پر گاڑیاں ہماری منتظر ہیں۔ ہم سارے ساتھی اس کے گھر پہنچے تو مولانا محمد نوید مختار اویسی نے تلاوت کی جبکہ محمد شہباز اویسی اور صاحب خانہ عبدالقادر و محترم محمد ظفر المدنی نے نعتیں پڑھیں فقیر نے معراج شریف کے حوالہ سے بہت مختصر بیان کیا درود و سلام کے بعد فقیر نے ختم شریف پڑھا اور لنگر نبوی شریف کے لیے صفرہ بچھایا گیا اس طرح معراج شریف کی محافل آغاز فقیر نے مدینہ منورہ کیا الحمدعلیٰ ذالک

مدینہ منورہ میں شب و روز جلدی کیوں گذر جاتے ہیں؟

تجربہ شاہد کہ مدینہ منورہ میں قیام کے شب و روز بہت جلدی گذر جاتے ہیں ابھی ۱۹ رجمادی آخر کو فقیر عمرہ کرکے مدینہ منورہ حاضر ہوا دیکھتے ہی دیکھتے آج مدینہ منورہ سے جدائی کا دن ۸ رجب المرجب آن پہنچا آج کا روزہ فقیر نے باب بلال کے اندر حافظ غلام سرور کے ہمراہ افطار کیا دل میں غم آنکھیں پرنم ہیں نماز عشاء کے کافی

دیر بعد سلام پیش کرنے مواجہ شریف حاضری ہوئی حال دل وہ خوب جانتے ہیں مگر اپنی تسلی کے لیے داستان دل دل ہی دل میں عرض کرتا رہا طلوع آفتاب سے اشراق سے قبل فقیر کے قریب نہ بجے بعد اپنی رہائش گاہ حاضر ہوا محترم علامہ غلام شبیر المدنی کی گاڑی مع ڈرائیور تیار ہے۔ فندق المنار الفضی کے آفس میں محترم غلام یاسین و دیگر احباب سے الوداع کیا محمد آصف (سواق) ڈرائیور سے فقیر نے عرض کیا (مطار) ائیرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے اگر احسان کریں امیر مدینہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہوجائے تو واہ واہ....... انہوں نے فقیر کی عرض مان لی رات کو ۱۲ بجے کے بعد جبل احد کے دامن میں امیر مدینہ کی خدمت میں حاضر ہوکر الوداعی سلام عرض کیا اور پھر حاضری کی درخواست جمع کرائی۔ ایک بجے نئے ائیرپورٹ پر جا پہنچے یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۲۲ کلومیٹر کے فاصلے پر نئے ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے ابھی چند دن پہلے اس کا افتتاح ہوا ہے بڑا وسیع و عریض ہے۔ نہایت خوبصورت ہے۔ بورڈنگ اور امیگریشن کے بعد کے انتظار گاہ میں پہنچے تو بہاولپور کے سیٹھ عبدالرزاق صاحب ملے مدینے شریف کی جدائی کی باتیں شروع ہوئیں فقیر نے کہا کہ پتہ نہیں کیا راز ہے کہ مدینہ پاک میں شب روز کیوں جلدی گذر جاتے ہیں؟ انہوں نے بھی کہا اس راز کی سمجھ نہیں آتی فقیر نے کہا کہ دراصل یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ خوشی کے دن بڑی تیزی سے گذر جاتے ہیں اور مدینہ منورہ تو ہے ہی خوشیوں کا مرکز سچ ہے کسی

مدینہ اک ایسی بستی ہے.............

جس کی آغوش میں آکر میں اپنے سارے غم بھول جاتا ہوں۔

۲۸ اپریل منگل کی شب ۴ بجے ہمارا جہاز مدینے شریف سے الوداع ہوا پاکستانی وقت کے مطابق دن دس بجے ہم مدینۃ الاولیاء ملتان شریف پہنچے برادرم محترم حضرت علامہ صاحبزادہ محمد ریاض اویسی مع قاری ریاض حسین گلزوی موجود ہیں بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے۔ گھر پہنچ کر حضرات والدین کریمین اور برادم مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضر ہوا عرض کیا کہ حرمین طیبین کا سفر اور اس میں کیے گئے اعمال حسنہ ثواب آپ کے ملک کرتا ہوں۔ اس طرح یہ مبارک سفر آئندہ حاضری کی ڈھیروں دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ (بقیہ احوال آئندہ)

مخلوق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیھڑ سوہو کے اندر

حضرت قبلہ حجی سید پیر محمد عاشق علی شاہ جیلانی (مدفون جنت البقیع شریف) نے اپنی درگاہ شریف دیھڑ سوہو ضلع خیرپور میرس سندھ میں شہنشاہ بغداد سید الاولیاء حضور سیدنا غوث الاعظم پیر پیراں میر میراں رضی اللہ عنہ کی گیارویں شریف کی سالانہ محفل کا آغاز کیا تو چند سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے اس محفل کا شمار وطن عزیز کی عظیم محافل ہونے لگا گذشتہ چند سال قبل سائیں سید محمد عاشق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تو اپنی تمام منزلیں طے کر کے محبوب کریم رؤف و رحیم ﷺ کے قدمین شریفین جنت البقیع شریف میں جا پہنچے مگر ان کی شروع کی ہوئی یہ محفل "یارویں شریف" پورے مذہبی جوش و جذبے سے آج بھی قائم ہے گذشتہ ماہ 22 مارچ 2015ء ہفتہ کو یہ محفل کیا تھی انسانوں کے سروں کا ایک سمندر جو دیھڑ سوہو کے اندر کا منظر پیش کر رہا تھا حضرت شاہ صاحب قبلہ کے وصال کے بعد پہلی بار اس محفل میں بطور خطیب بلایا گیا گمان تھا کہ شاید شہزادگان اس انداز کا پروگرام نہ کر سکیں مگر وہاں پہنچ کر فقیر کا گمان غلط ثابت ہوا

الحمدللہ ساتوں (۷) جیلانی شہزادے ماشاءاللہ با شرع ہیں سادہ سفید لباس سر پہ عمامہ شریف سب کے چہرے سنت رسول کریم ﷺ سے سجے ہوئے ہیں ان کا اتفاق و محبت دیکھ کر دل سے دعا نکلی کہ شالا نظر بد دور۔ آستانہ کا نظام خوب چلا رہے ہیں۔

☆-----☆-----☆